© rasailojaraid.com

جرمنی کے مسلمانوں پر کیا بیت رہی ہے؟

عبداللطیف معتصم

جرمنی یورپ کے وسط میں واقع ہونے کی وجہ سے یورپی ممالک میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ جرمنی بھی دوسرے یورپی ممالک کی طرح بہت خوب صورت ہے۔ موسم بہار کی آمد اس سرزمین کی دلکشی اور قدرتی حسن میں خیرہ کن حد تک اضافہ کردیتی ہے۔ ہریالی، باغات اور قدرتی آبشاروں سے مالا مال یہ ملک دنیا بھر کے سیاحوں کی آماجگاہ ہے۔ یورپ کے وسط میں واقع ہونے کی وجہ سے جرمنی میں بڑے انقلابات آئے۔ کئی حکومتیں تہ وبالا ہوگئیں، کئی قومیں خاک وخون کے طوفان میں نیست ونابود ہوکر قصۂ پارینہ بن گئیں، دنیا نے مغربی استعمار کی رسہ کشی کی وجہ سے کئی بار اس ملک کو بنتے بگڑتے دیکھا، جرمنی جنگ عظیم دوم کے بعد دو آزاد ملکوں میں تقسیم ہوگیا۔ ایک حصہ مشرقی جرمنی اور دوسرا حصہ مغربی جرمنی کے نام سے دنیا کے نقشے پر ابھرا۔

جرمنی کی بنیاد نپولین نے ۱۸۱۵ء میں ڈالی، ۱۹۱۹ء تک اس میں بادشاہت اور خاندانی نظامِ حکومت چلتا رہا۔ ۱۹۱۹ء کے بعد یہاں جمہوریت نے پڑاؤ ڈالا۔ جرمنی اس وقت تمام دنیا کی توجہ کا مرکز ٹھہرا، جب ۱۹۳۳ء میں ہٹلر کی نازی پارٹی برسر اقتدار آئی اور اپنے استبدادی عزائم کے ساتھ جرمن عوام پر کئی سال مسلط اور جرمن قوم اور ملک کی تقدیر سے کھیلتی رہی۔ اس کے سیاہ وسفید کی مالک بن کر پڑوسی ممالک کے لیے عذاب بنی رہی، چنانچہ اسی کے نتیجے میں ۱۹۳۹ء میں جرمنوں نے چیکوسلواکیہ پر قبضہ کرلیا اور یوں اپنی فتوحات کا آغاز کیا، کئی ایک ملک کو فتح کرنے کے بعد ۲۲ جون ۱۹۴۱ء کو روس پر حملہ آور ہوا، لیکن اس جنگ میں جرمن قوم ہمت ہارگئی، بالآخر مئی ۱۹۴۵ء کو جرمن نے ہتھیار ڈال دیے اور اندرونی خلفشار کا شکار ہوکر جرمنی چار حصوں میں بٹ گیا جس پر فرانس، امریکا، روس اور برطانیہ نے قبضہ کرلیا۔ مشرقی جرمنی برطانیہ فرانس اور امریکا کے تسلط میں تھا جب کہ مغربی جرمنی روس کے زیرنگین تھا۔ ۱۹۵۵ء میں ان ممالک نے جرمنی کی دونوں ریاستوں کو آزاد وخود مختار جمہوریہ بنایا اور معاہدہ ''وارسا'' میں شامل کردیا، تاحال وہ اسی پر برقرار ہے۔ اگرچہ داخلی انتشار کی وجہ سے اس میں کافی تبدیلیاں آئی ہیں، تاہم ٹوٹ کر بکھرنے سے محفوظ ہوگیا۔ جرمنی کا دارالحکومت ''برلن'' ہے اور دیوار برلن بھی اسی شہر میں ہے، یہ شہر بھی ۱۹۶۱ء میں دو حصوں میں تقسیم ہوچکا ہے۔

جرمنی میں جرمن قوم کے علاوہ دنیا کی دوسری اقوام بھی آباد ہیں، اختلاف اقوام کے ساتھ مختلف مذاہب کے پیروکار بھی وہاں آباد ہیں۔ یہود، ہنود، عیسائی، بدھ مت، کیتھولک اور دوسرے مذاہب کے علاوہ مسلمانوں کی تعداد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی کافی ہے۔ ۱۹۸۰ء کے مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد دس لاکھ ستر ہزار بتائی گئی ہے جن میں ایران کے ۳۲ ہزار، پاکستان کے ۲۶ ہزار جب کہ مراکش کے مسلمانوں کی تعداد ۴۵۸۵۴ ہے۔ ان کے علاوہ افغانستان، اردن، تیونس، ترکی کے مسلمانوں کی تعداد بھی کافی ہے۔ ۱۹۸۰ء کے بعد جرمنی میں ترک مسلمانوں کی تعداد دوسری اقوام کی نسبت زیادہ تیزی سے بڑھ گئی جب کہ افغانستان کے مسلمانوں کی تعداد میں بھی سوویت یونین کی جنگ کی وجہ سے اضافہ ہوا۔ موجودہ دور میں جرمنی کے مسلمانوں کی تعداد ساٹھ لاکھ سے متجاوز ہے۔ مسلمانوں کی تعداد میں آئے روز اضافہ ہورہا ہے۔ اس اضافے میں جرمن قوم کی تعداد زیادہ ہے۔ دنیاوی آلائشوں سے بھرپور زندگی میں جب انہیں سکون میسر نہیں آتا تو وہ اسلام کے دامن میں سکون وراحت تلاش کرلیتے ہیں، اور یوں انہیں ہمہ جہت سکون مل جاتا ہے۔

بایں ہمہ جرمنی کے مسلمانوں کی حالت کافی ناگفتہ بہ ہے کیوں کہ گیارہ ستمبر کے بعد ان طاقتوں نے دہشت گردی کے روک تھام کے لیے جو مزعومہ تحریک شروع کی اس سے جرمنی کے مسلمانوں کی اسلامی اقدار اور دینی تشخص از حد متاثر ہوا، وہ طرح طرح کی مشکلات میں دھکیلے جارہے ہیں۔ ان کی آزادی پر قدغن لگایا جارہا ہے، بے گناہ لوگوں کو القاعدہ کے الزام میں پکڑ کر حوالۂ زنداں کیا جارہا ہے اور سرکاری سطح پر ان مسلمانوں کے لیے نئے قانون ودستور بنائے گئے ہیں، جس میں مسلمانوں کے اجتماعی، انفرادی مفادات کو نشانہ بنایا گیا ہے۔

میڈیا کی سطح پر ان کے خلاف اور اسلام کے خلاف ایسا مؤثر پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے جس میں اسلامی قانون و احکام، دقیانوسی، تعصب، انتہاء پسندی اور دہشت گردی کی تعلیم کی جڑ سمجھے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ میں اسلام کے حقیقی خدوخال کو مخدوش اور اس کے حقائق کو محض ایک خیالی قانون کا روپ دیکر بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، مسلمانوں سے متعلق امور کو سرکاری دفاتر میں نظر انداز کیا جاتا ہے، ان کے معاملات کو اپنی توجہات کے قابل ہی نہیں سمجھتے اور ان پر ہر جگہ شک کا اظہار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حال ہی کا واقعہ ہے کہ دو برطانوی مسلمان اور تیسرا اردنی، اسلامی مطبوعات کی نمائش کے حوالے سے جرمنی آئے تھے، وہ اپنے ساتھ کتابوں سے بھرا صندوق بھی لائے تھے جسے کسی نے دیکھ کر جرمن پولیس کو اطلاع دی، پولیس نے کارروائی کرکے انہیں گرفتار کرلیا، تحقیق پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ اسلامی کتب ومطبوعات کی نمائش میں شرکت کے لیے آئے تھے اور ان کے صندوق میں سوائے نمائش کے لیے لائی ہوئی کتابوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا اور یہ ایک واقعہ نہیں ہے بلکہ ایسے بیسیوں واقعات پر احتجاج ہوا مگر وہ زیادہ کارگر ثابت نہیں ہوسکا۔ واقعات وحادثات کا یہ سیلاب نہیں رُکا بلکہ روز افزوں ہے، جرمنی کے مسلمانوں کے حوالے سے اور اسکول وکالج اور مساجد ومعابد میں تعلیم حاصل کرنے والے مسلم طلبہ وطالبات کے بارے میں تفصیلات جمع کی جارہی ہیں۔ چنانچہ صوبہ ''ھسن'' کے انسداد جرائم کے خصوصی ادارے نے صوبے کے تمام جامعات وکالجوں پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ مسلم طلبہ کی سرگرمیوں اور ان کے مضامین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور دیگر کاموں کی تفصیلی معلومات ادارے میں پیش کی جائیں اور عمومی طور پر ان طلبہ کے بارے میں تحقیقات و تفصیلات طلب کی جاتی ہیں جن کی عمریں ۱۹ سے ۴۰ کے درمیان ہو۔ انسداد جرائم کے خصوصی ادارے اس کارکردگی سے عرب اور مسلم طلبہ میں بے چینی اور اضطراب کی کیفیت بڑھ گئی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی تعلیم گاہوں میں آمد ورفت پر بدامنی اور خوف کا شکار ہیں۔ مسلم طلبہ ایسے اقدامات کو اپنے تعلیمی تسلسل کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں، جن کی انہیں اپنے میزبان ملک کی جانب سے توقع نہیں تھی۔ جب کہ سرکاری اعلانات وذرائع ابلاغ میں ایسے اقدامات کو قانونی اور ملک کے مفاد اور نظام امن کو برقرار رکھنے میں معاون ومددگار گردانا جاتا ہے جیسا کہ گذشتہ نومبر میں جرمنی کے وزیر اطلاعات ''کاونڈی'' نے ''اسلامی دہشت گردی کے چیلنجز عالمی معاشرے کے لیے کانفرنس میں اعلان کر کے کہا: ''کہ ممکن ہے جرمنی کے مخصوص مقامات اور گنجان آباد شہروں میں القاعدہ کے دہشت گرد خودکش حملے اور دھماکے کریں گے جس کی ابھی سے روک تھام اور تفتیش ضروری ہے اور اگر پانی ایک دفعہ سے سر اوپر ہوگیا تو پھر اس وقت کف افسوس ملنا بے فائدہ ہوگا۔

جرمنی کے نئے قانون جو مسلمانوں کے لیے وضع کیے گئے ہیں وہ مسلمانانِ جرمنی کے لیے خطرے کی گھنٹی ہیں تاہم اس کے خطرات دوسرے قرب وجوار کے ممالک میں بھی پھیل سکتے ہیں۔ لیکن یہ بھی تو ایک حقیقت ہے کہ مسلم قوم خطرات میں بھی جینے کی صلاحیت رکھتی ہے اور نمٹنے کی بھی۔ جرمنی کے مسلمان اس وقت جن مشکلات ومصائب کا سامنا کر رہے ہیں وہ مسلم امہ کے لیے ایک عظیم سانحہ سے کم نہیں ہے۔ ذیل میں ان کی چند مشکلات کا ذکر کیا جاتا ہے:

❶ مسلمانوں سے متعلق قوانین میں مجلس مقننہ نے بہت سختی اختیار کی ہے۔ ❷ نشریات، ذرائع ابلاغ میں مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی۔ ❸ مسلم طلبہ کو شکوک کی وجہ سے دہشت گردی کے الزام میں ملوث کر کے اذیت دینا۔ ❹ مختلف بہانے سے ان کو معاشی طور پر مفلوج کرنا۔ ❺ سرکاری دفاتر واداروں میں ان سے امتیازی سلوک روا رکھنا۔ ❻ اسلامی حجاب سے ممانعت، حجاب پہلے جرمنی میں سرکاری سطح پر مسلم خواتین کے حقوق میں شامل تھا۔ ❼ مسلم تنظیموں کی رجسٹریشن قبول نہ کرنا، کیوں کہ رجسٹریشن کی صورت میں تنظیم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دی جاتی ہے، لیکن جرمنی نے اسلام دشمنی کی وجہ سے اس بات سے انکار کر دیا ہے اور تاحال یہ مشکل اپنی جگہ باقی ہے۔ ❽ اسلامی تعلیمات واحکامات سے متضاد فلمیں اور ایسی قبیح فلمیں دکھانا جس میں مسلمانوں کو اور اکابرین امت کو وحشی، بدتہذیب اور دنیا کی ترقی کے خلاف کوششیں کرتے دکھایا جاتا ہے اور انہیں یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ لوگ انسانیت سے گر کر حیوانیت میں، ترقی سے تنزل میں رہنا پسند کرتے ہیں۔

☆☆☆

© rasailojaraid.com